معیت الٰہی کن کے ساتھ؟

حافظ محمد اسحاق سلفی
معلم جامعہ سلفیہ

حضرت انسان اس دنیا میں اس ڈاکیا کی مثل ہے جو ڈاک خانے میں حقوق کی گٹھڑی لئے ہوئے نکلتا ہے کسی کا خط کسی کا اریوگرام کسی کا منی آرڈر کسی کا بیمہ کسی کی رجسٹری کسی کی تار اسے ادا کرنا ہے۔ اور کسی کے سوئی گیس کے بل اور بجلی کے بل بھی اس کے پاس ہوتے ہیں۔ کامیاب ڈاکیا وہ ہے جو سب کی صحیح صحیح ڈاک تقسیم کر کے واپس ڈاک خانے میں گیا۔ ایسے ہی کامل متقی انسان وہ شخص ہے جو سارے رشتہ داروں کے حقوق شرعی نکتہ نظر کے مطابق صحیح محل پر پہنچا کر پھر دنیا سے جائے۔

انہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

واعلموا ان اللہ مع المتقین.

جو متقی بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا ساتھی، معین و مددگار ہو جاتا ہے۔

جن کے اندر تقویٰ، اللہ کا ڈر، پرہیزگاری، خوگر ہو چکی ہو۔

تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ کا لغوی مفہوم ہے ڈرنا، حفاظت کرنا، پرہیز کرنا، برائی سے اجتناب کرنا، شرعی اصطلاح میں تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس کی بنا پر نیک اعمال انسان سے سہولت کے ساتھ بآسانی صادر ہوتے ہیں۔

اور برے کاموں کے خلاف دل میں نفرت و حقارت پیدا ہوتی ہے۔ علامہ سلیمان ندوی فرماتے ہیں کہ تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد دل کو گناہوں سے جھجک معلوم ہونے لگتی ہے اور نیکی کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔

تقویٰ کے تین مقام ہیں

۱) ادنیٰ درجہ کا تقویٰ ایمان ہے۔ جو عذاب جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

۲) اوسط درجہ کا تقویٰ یہ ہے کہ صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کیا جائے۔

۳) اعلیٰ درجے کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر اس کام سے پرہیز کیا جائے کہ جو انسان کے دل کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے۔

اللہ کے خاص بندے اس سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ اگر ہم اکابرین سلف صالحین کے تقویٰ کی طرف نظر دوڑائیں تو وہ اپنی مثال آپ ہیں ابوحنیفہؒ کی طرف دیکھ لیجئے کہ ان کے بارے میں آتا ہے کہ ابوحنیفہؒ اپنے کسی مقروض کے مکان پر قرض کے تقاضے کیلئے گئے سخت دھوپ تھی اور گرمی بہت تیز تھی لیکن مکان کے سایہ میں کھڑے نہ ہوئے بلکہ دھوپ میں کھڑے رہے کسی مسافر نہ کہا امام صاحب دھوپ کی بہت شدت ہے آپ دیوار کے سائے میں کھڑے ہو جائیں فرمایا مجھے بھی سایہ میں کھڑا ہونا معلوم ہے لیکن مجھے خوف ہے کہ اگر میں مقروض کے مکان کے سایہ میں کھڑا ہو گیا سایہ لینا سود نہ بن جائے اور کہیں یہ نہ ہو کہ حشر کے میدان میں کہیں سود خوروں میں نہ اٹھایا جاؤں۔ تقویٰ ہوتا ہی اس انسان میں ہے جو شبہات والی چیزوں سے بھی بچے۔ انسان کا تقویٰ اختیار کرنا بھی متقی بنانا یہ انسان کی بہت بڑی بزرگی ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا سب سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو، لوگوں نے کہا ہم یہ عام بات نہیں پوچھتے آپ نے فرمایا: پھر سب سے زیادہ بزرگ حضرت یوسفؑ ہیں جو خود نبی تھے نبی کے بیٹے تھے دادا بھی نبی تھے پردادا بھی نبی تھے لوگوں نے کہا ہم یہ بھی نہیں پوچھتے فرمایا پھر عرب کے بارے میں پوچھتے ہو؟ سنو ان کے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں ممتاز تھے وہی اب اسلام میں پسندیدہ ہیں جب کہ وہ علم دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ مسلم شریف میں ہے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے کہ تمہارے دل میں تقویٰ ہے یا نہیں۔ مسند احمد میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ابوذر سے فرمایا خیال رکھو کہ تو کسی سرخ و سیاہ پر فضیلت نہیں رکھتا ہاں تقویٰ میں بڑھ جا تو فضیلت والا ہے۔ طبرانی میں ہے مسلمان سب آپس میں

بھائی بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اگر کسی کو کوئی فضیلت ہے تو تقویٰ کی وجہ سے ہے۔اور جو انسان متقی بن جائے تو اس کو دشمن کی چالیں اور تدبیریں اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں،ارشاد ربانی ہے:

وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا (آل عمران:۱۲۰)

ثابت ہوا کہ اگر دلمیں تقویٰ پیدا ہو جائے تو اس سے خیر و بھلائی ، عدل و انصاف ، الفت ومحبت کے پھول کھلتے ہیں اور زندگی کا گلشن سرسبز شاداب ہو جاتا ہے۔

اب اپنے تقویٰ کی اہمیت کو جاننے کیلئے حضرت ابی بن کعبؓ کے اس جواب پر غور کریں کہ جب ان سے حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا کیا آپ کسی خاردار جنگل میں سے گزرے ہیں جس کے دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں حضرت عمر فاروقؓ نے جواب دیا کہ ہاں! پوچھا ایسا راستہ کیسے طے کرتے ہیں حضرت نے کہا میں اپنے کپڑوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹ لیتا ہوں کہیں وہ جھاڑیوں میں الجھ نہ جائیں حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا بس یہی تقویٰ ہے۔

قارئین کرام اس مثال سے زندگی کی حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے اور وہ اس طرح کہ یہ دنیا فانی کی گزرگاہ بھی رو یہ خواہشات کی خاردار جھاڑیوں سے بھری پڑی ہے۔اس میں غفلت، بے احتیاطی سے جو انسان بھی چلے گا اس کا دامنِ حیات پھٹ کر آخر کار تار تار ہو جائے گا مومن وہی ہے جو اپنی زندگی کو کتاب وسنت کے اصولوں پر ڈھال لے اور وہ اپنے دامن کو گناہ کے کانٹوں سے بچاتا ہوا منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ انسان یہ نہ دیکھے گناہ کتنا چھوٹا ہے یہ غور کرنے کا خوگر ہو جائے کہ جس کی نافرمانی کی جارہی ہے وہ کتنا بڑا اور اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہے۔

آئیے کچھ اکابرین کرام کے اقوال سے تقویٰ کی اہمیت کو سمجھے۔

حضرت عبداللہؓ بن عباس فرماتے ہیں متقی وہ شخص ہے جو شرک اور کبائر وفواحش سے پرہیز کرتا ہو۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ متقی وہ ہے جو آدمی گناہ پر قائم نہ رہے اور اپنی عبادت پر غرور نہ کرے۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ متقی وہ ہے کہ اللہ کے مقابلہ میں غیر اللہ کو اختیار نہ کرے اور ساری طاقتوں کو اللہ تعالیٰ کے قبضے میں جانے۔ابراہیم بن ادھم فرماتے ہیں تقویٰ یہ ہے کہ خلق تیری زبان میں اور ملائکہ تیرے کاموں میں پروردگار تیرے دل میں عیب نہ پائے۔

تقویٰ کی حد یہ ہے کہ نہ صرف محرمات بلکہ مشتبہات سے بھی پرہیز کیا جائے مگر مباحات کو کسی حال میں بھی حرام قرار نہ دیا جائے۔

تقویٰ کے ثمرات

تقویٰ ہی تمام اعمال صالحہ کی جڑ ہے بلکہ بنیاد اور اصل الاصول ہے اور عبادت کا مقصد بھی انسان کے دل میں تقویٰ پیدا کرنا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ)

اگر اللہ رب العزت نے روزے کی فرضیت بیان کی تو ساتھ ہی روزہ کا مقصد بتادیا۔ قرآن مجید میں آتا ہے:

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ)

اور قربانی کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے بھی تقویٰ کو سامنے رکھا۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم (الحج)

غرض تقویٰ سے بہت سے ثمرات حاصل ہوتے ہیں جن میں سے مختصر مندرجہ ذیل ہیں۔

۱) عبادات میں خلوص اور خشوع پیدا ہوتا ہے۔

۲) دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہوتا ہے۔ ایسے ہی آدمی کیلئے اللہ رب العزت نے خوشخبری بیان فرمائی ہے۔ولمن خاف مقام ربہ جنتان (الرحمٰن)

۳) انسان حقوق و فرائض سے آگاہ ہو جاتا ہے اور حلال وحرام کو پہچاننے لگتا ہے۔

۴) جن چیزوں کا حلال و حرام ہونا شریعت سے معلوم نہیں صاحب تقویٰ ایسی مشکوک اشیاء سے بھی کنارہ کش ہوتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین